مثنوی سحر البیان-2

جلوس کی تیاری:

میر حسن نے یہاں جلوس کی تیاری میں اس دور کے روایتی جلوس کی بھرپور عکاسی کر دی۔ مختلف سواریوں کا حال لکھا ہے۔ سنہری روپہلی عماریوں کا جلوس ہے ساتھ پالکیاں ہیں اور کہار، زربفت کی کرتیاں پہنے دبے پائوں آگے بڑھ رہے ہیں اب جلوس میں شہنائیوں کی صدا آتی ہے اور نوبت کی دھیمی دھیمی صدا کانوں کو بھلی لگتی ہے۔ اس منظر میں نقارچی بھی نظر آتے ہیں اس میں ہاتھیوں کی قطاریں بھی ہیں، جلوس کے آگے آگے نقیب، چوبدار اور جلوہ دار دکھائے گئے ہیں چونکہ شہزادے کا پہلا پہلا جلوس ہے اس لئے اس کو دیکھنے خلقت کثرت سے اُمنڈ آئی ہے۔

وہ شہنائیوں کی صدا خوش نوا — سہانی وہ نوبت کی اس میں صدا
وہ آہستہ گھوڑوں پہ نقارچی — قدم با قدم با لباسِ زری
بجاتے ہوئے شادیانے تمام — چلے آگے آگے ملے شاد کام
سوار اور پیادہ، صغیر و کبیر — جلو میں تمامی امیر و وزیر
سجے اور سجائے سبھی خاص وعام — لباسِ زری میں ملبّس تمام

شادی کا منظر:

یہ منظر بے نظیر کی شادی کا ہے اس تہذیبی مرقع میں شہزادوں کی روایتی شادی کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ اس نقشہ میں سواریاں، آلات، موسیقی اور شان وشوکت کے خطوط بہت روشن ہیں۔ آلات موسیقی دیکھیے یہ ڈھولنے رعد کی طرح گرج رہے ہیں شہنائی کی سہانی دھنیں مست کر رہی ہیں۔ طبل بج رہے ہیں سواریاں دیکھیے تو تمامی کے تخت رواں، ہاتھی، گھوڑے وغیرہ ملتے ہیں سامانِ آرائش کا بیان سب سے بہتر ہے۔ فانوس، چراغوں کے ترپولئے، ابرک کی ٹٹی، مینے کا جھاڑ، شمعدان، آتش بازی اس تہذیبی نقشہ کی ہر شے حرکت وحرارت رکھتی ہے۔ میر حسن کی نظر پورے جلوس شادی پر ہے وہ ایک ایک شے کو نظر میں رکھ کر اس کا حال لکھتے ہیں:

وہ شہنائیوں کی سہانی دھنیں — جنہیں گوش زہرہ مفصل سنیں
ہزاروں تمامی کے تختِ رواں — اور اہلِ نشاط ان پہ جلوہ کناں
وہ طبلوں کا بجنا اور ان کی صدا — یہ گانا کہ "اچھا بنا لاڈلا!"
وہ نوشہ کا گھوڑے پہ ہونا سوار — وہ موتی کا سہرا، جواہر کا ہار

شادی کے اس منظر میں رشتہ داروں کی چھیڑ چھاڑ، شہزادہ کا محل میں بلایا جانا، آرسی مصحف کی رسم، دولہا و دلہن سے ہنسی مذاق کی باتیں، رنگ رلیاں اور رخصتی کی رسم وغیرہ کو بھی میر حسن نے بڑی چابکدستی و صناعی سے پیش کیا ہے۔

سراپا نگاری و سامان آرائش:

میر حسن نے سراپا نگاری میں اس دور کے بہت سی تہذیبی اشیاء کو محفوظ کر دیا ہے۔ مثلاً پوشاک، زیورات سامانِ آرائش وغیرہ۔ وہ بدر منیر کی پوشاک کا حال یوں لکھتے ہیں وہ آب رواں کی طرح ایک پشواز پہنے تھی، ایک ہلکی پھلکی اوڑھنی تھی۔ گریباں میں الماس کا تکمہ تھا بازو پہ نورتن ڈھلک رہے تھے۔ کرن پھول اور بالی کا نظارہ بھی تھا۔ اس کے بعد اس کے قدو قامت اور خوبصورتی کی تفصیل بتائی ہے۔ بدر منیر نے وہی پوشاک پہن رکھی ہے جو اس دور کی شہزادیاں پہنتی تھیں اس کے زیورات وغیرہ کی تفصیل بھی حسن نے خوب مہیا کر دی ہے:

کروں اس کی پوشاک کا کیا بیان — فقط ایک پشواز آبِ رواں
زبس موتیوں کی تھی سنجاف کُل — کہے تو وہ بیٹھی تھی موتی میں تُل
اور اک اوڑھنی جوں ہوا، یا حباب — جسے دیکھ شبنم کو آوے حجاب
جھلک پائجامے کی دامن سے یوں — نظر آئے، آئینے میں برق جوں
یہ ترکیب اور چاند سا وہ بدن — وہ بازو پہ ڈھلکے ہوئے نورتن
جڑائو، دمکتی وہ چمپا کلی — رہے جس سے الماس کو بے کلی
گریباں میں اک تکمہ الماس کا — ستارہ سا مہتاب کے پاس کا
جواہر سے مینے کی ہیکل جڑی — کمر اور کولے کے نیچے پڑی

جذبات نگاری:

میر حسن کے ہاں جذبات نگاری کے بڑے ہی اچھے اور موثر مرقعے ملتے ہیں خوشی کے عالم میں خوشی اور غم والم اور دکھ کے مواقع پر رقت طاری ہو جاتی ہے ذرا وہ منظر دیکھیے جب بے نظیر چھت پر سے غائب ہو جاتا ہے۔ محل میں کہرام مچ جاتا ہے۔ والدین کے لئے قیامت آجاتی ہے۔ اور ہر کوئی پریشان اور حیران کھڑا ہے:

کوئی دیکھ یہ حال رونے لگی — کوئی غم سے جی اپنا کھونے لگی
کوئی بلبلاتی سی پھرنے لگی — کوئی ضعف ہو ہو کے گرنے لگی
رہی کوئی انگلی کو دانتوں میں داب — کسی نے کہا، گھر ہوا یہ خراب

کسی نے دیے کھول سنبل سے بال | تپانچوں سے جوں گل، کیے سرخ گال
نہ بن آئی کچھ، ان کو، اس کے سوا | کہ کہیے یہ احوال اب شہ سے جا
سنی شاہ نے جس گھڑی یہ خبر | گرا خاک پہ کہہ کے ہائے پسر

ایسی ہی دردناک تصویر اس موقعہ پر نظر آتی ہے جب شہزادی بدر منیر شہزادہ بے نظیر کی جدائی میں بلکتی سسکتی اور روتی دھوتی دکھائی دیتی ہے۔ نسوانی جذبات اور ہجر کی ماری عورت کی نفسیات کی جیسی تصویر کشی میر حسن نے اس مثنوی میں کی ہے اس کی مثال اردو شاعری میں ملنی مشکل ہے۔ ملاحظہ ہو:

کئی دن جو آیا نہ وہ رشک ماہ | نظر میں ہوا اس کی عالم سیاہ
لگی کہنے نجم النسا سے، "بُوا | خدا جانے اس شخص پر کیا ہوا"
گئے اس پہ جب، دن کئی اور بھی | بگڑنے لگے پھر تو کچھ طور بھی
دوانی سی ہر طرف پھرنے لگی | درختوں میں جاجاکے گرنے لگی
ٹھہرنے لگا جان میں اضطراب | لگی دیکھنے وحشت آلود خواب
خفا زندگانی سے ہونے لگی | بہانے سے جا جاکے سونے لگی
نہ اگلا سا ہنسنا، نہ وہ بولنا | نہ کھانا، نہ پینا، نہ لب کھولنا

جزئیات نگاری:

میر حسن نے جس واقعے کا بھی ذکر کیا اس کے ہر اک جز کو مکمل بیان کر دیا۔ چھوٹی سے چھوٹی تفصیل بھی میر حسن سے نہیں چھوٹتی ۔ زندگی کے ہر شعبے میں ان کی یہ باریک بینی ان کے وسیع مشاہدے کا ثبوت ہے اور ان جزئیات کی پیشکش ان کی فن کارانہ صلاحیت کی۔ اس کی مثال ہر جگہ ملتی ہے۔ مثلاً جب بادشاہ رمال کو بلا کر اولاد کے بارے میں ان سے دریافت کرتا ہے تو رمال نے اپنا کام یوں شروع کیا:

نصیبوں میں دیکھو تو میرے کہیں | کسی سے بھی اولاد ہے یا نہیں
یہ سن کر وہ رمّال طالع شناس | لگے کھینچنے زائچے بے قیاس
دھرے تختے آگے، لیا قرعہ ہاتھ | لگا دھیان اولاد کا اس کے ساتھ
جو پھینکیں تو شکلیں کئی بیٹھیں مل | کئی شکل سے دل گیا ان کا کھل
جماعت نے رمّال کے عرض کی | کہ امید کے گھر میں ہے کچھ خوشی

نجومی بھی کہنے لگے در جواب　　　کہ ہم نے بھی دیکھی ہے اپنی کتاب
نحوست کے دن سب گئے ہیں نکل　　　عمل اپنا سب کر چکا ہے زحل
ستارے نے، طالع کے بدلے ہیں طور　　　خوشی کا کوئی دن میں آتا ہے دور

میر حسن نے پوری تفصیل کے ساتھ نجومیوں کے حرکات و سکنات کو بیان کیا ہے۔ اس طرح جب بادشاہ کا بیٹا ہوتا ہے تو رقص کا اہتمام ہوتا ہے۔ میر حسن نے رقص کا منظر نہایت دلفریب انداز میں پیش کیا ہے اور ایسی باریک باتوں کا ذکر کیا ہے جس پر ہر شخص کی نظر نہیں پڑتی:

خوشی کی زبس ہر طرف تھی بساط　　　لگے ناچنے اس پہ اہلِ نشاط
کناری کے جوڑے جھمکتے ہوئے　　　دوپانوؤں میں گھنگھرو جھنکتے ہوئے
. وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤں کے ساتھ　　　دکھانا وہ رکھ رکھ کے چھاتی پہ ہاتھ
دو بالے جھمکتے ہوئے کان میں　　　پھڑکنا وہ نتھنے کا ہر آن میں

تصویر کشی:

"سحر البیان" کا ایک بڑا کمال اس کی تصویر کشی ہے۔ میر حسن نے جس منظر اور جس حالت کا جہاں بھی نقشہ کھینچا تصویر کشی کا حق ادا کر دیا۔ مولانا حالی مثنوی سحر البیان کی اس خوبی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"غرض کے جو کچھ اس مثنوی میں بیان کیا ہے اس کی آنکھوں کے سامنے تصویر کھینچ دی ہے۔ اور مسلمانوں کے اخیر دور میں سلاطین امراء کے یہاں جو حالتیں تھیں اور جو جو معاملات پیش آتے تھے۔ بعینہٖ ان کا چربہ اتار دیا ہے۔"

میر حسن نے منظر نگاری کی تصویر کشی کی ہے اس میں ایسی محاکات نگاری کا ثبوت دیا ہے پورا منظر ہماری آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ کئی مثالیں پہلے بھی گزر چکی ہیں۔ ایک اور منظر دیکھئے:

وہ اُجلا سا میداں چمکتی سی ریت　　　لگا نور سے چاند تاروں کا کھیت
درختوں کے پتے چمکتے ہوئے　　　خس و خار سارے جھمکتے ہوئے

ایک موقع پر شہزادی کی تصویر کشی کی ہے اور بہت جیتی جاگتی تصویر ہے:

وہ بیٹھی عجب ایک انداز سے　　　بدن کو چرائے ہوئے ناز سے
منہ آنچل سے اپنا چھپائے ہوئے　　　لجائے ہوئے، شرم کھائے ہوئے

پسینہ پسینہ ہوا سب بدن　　　　که جوں شبنم آلود ہو یاسمن

مکالمہ نگاری:

سحر البیان میں مکالمہ نگاری نہایت فطری انداز میں موجود ہے چونکہ میر حسن کے تجربات وسیع تھے اور انھوں نے مختلف طبقے کے لوگوں میں زندگی بسر کی تھی اس لئے ان کو مختلف لوگوں کی زبان سمجھنے کا موقع ملا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مثنوی میں جہاں بھی مکالمہ آیا ہے فطری انداز میں آیا ہے۔ مثال کے طور پر جب بدر منیر سے ملاقات کر کے بے نظیر رخصت ہونے لگا تو اس نے بدر منیر سے کہا:

کہا، "اب پہر کی ہے رخصت مجھے　　　　زیادہ نہیں اس سے فرصت مجھے"

بدر منیر جواب دیتی ہے:

" مروتم پری پر، وہ تم پر مرے　　　　بس اب تم ذرا مجھ سے بیٹھو پرے"

یہ سن پائوں پر گر پڑا بے نظیر　　　　کہا، "کیا کروں؟ آہ ! بدر منیر"

کردار نگاری:

سحر البیان میں میر حسن کی سیرت نگاری کے بارے میں یہ بات جان لینی چاہیے کہ قصے کے تمام کردار اس آسودہ حال اور فارغ البال معاشرے کے افراد ہیں جہاں دولت عام ہے اور سوائے عشق و عاشقی اور رقص و سرور کی محفلوں کے سوا کوئی کام نہیں یہی وجہ ہے کہ تقریباً تمام ہی کردار بے عملی کا نمونہ ہیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی سحر البیان میں کرداروں کی اس بے عملی کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> "حقیقت یہ ہے کہ فراغت کی زندگی سے عیاشی پیدا ہوئی۔ سحر البیان کے بے عمل کردار یہی عیاش لوگ ہیں وہ واقعات کو آگے بڑھانے میں مدد نہیں کرتے بلکہ حالات کے دھارے میں بے دست و پا ہیں۔ بے نظیر دنیا بھر کے علم حاصل کرتا ہے بہادر ہے عقل مند بھی ہے لیکن اس کی زندگی میں جب بھی عمل اور پیش قدمی کی ضرورت ہوتی ہے وہ ہماری توقعات کو پورا کرنے سے قاصر رہتا ہے اس کا باپ بھی قسمت پر شاکر ہے اور شہزادے کے گم ہونے پر اسے واویلا کرنے کے سوا کچھ کام نہیں۔ شہزادی بدر منیر عشق و محبت میں صرف رونا جانتی ہے غشی کے مسلسل دورے اس کی بے بسی بے چارگی کو ظاہر کرتے ہیں۔"

سحر البیان میں کرداروں کی تعداد زیادہ نہیں بادشاہ، بے نظیر، ماہ رخ، بدر منیر، نجم النساء، مسعود شاہ اور فیروز شاہ، ان کرداروں میں بے نظیر، ماہ رخ، بدمنیر اور نجم النساء کے کردار اہم ہیں۔

بے نظیر:

بے نظیر کا کردار روایتی شہزادوں کا سا ہے بے نظیر کا کردار فعال نہیں ہے وہ اپنے آپ کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتا ہے۔ حالات کو بدلنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اگرچہ وہ کہانی کا مرکزی کردار ہے لیکن وہ فعال کردار نہیں ہے۔ شہزادہ بے نظیر، ملک شاہ بادشاہ کا بیٹا ہے۔ اس کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ بہت خوبصورت ہے۔ اس کا ذکر میر حسن یوں کرتے ہیں:

عجب صاحبِ حسن پیدا ہوا — جسے مہر و مہ دیکھ شیدا ہوا

نظر کو نہ ہو حسن پر اس کے تاب — اسے دیکھ بے تاب ہو آفتاب

ہوا جو وہ اس شکل سے دل پذیر — رکھا نام اس کا شہِ بے نظیر

ماہ رخ پری:

اس کردار میں خوبصورتی، حیاداری اور عشق پسندی کے ساتھ ساتھ رقابت اور انتقام کا جذبہ اپنی انتہاؤں پر دکھائی دیتا ہے ۔اس کا تعارف یوں ہوتا ہے پرستان میں بے نظیر کی آنکھ کھلتی ہے تو وہ ماہ رخ کو اپنے سرہانے دیکھتا ہے:

خدا جانے تو کون میں کون ہوں — مجھے بھی تعجب ہے میں کیا کہوں

پر اب تو تو مہمان ہے میرے گھر — لے آئی ہے تجھ کو قضا و قدر

یہ گھر گو کہ میرا ہے، تیرا نہیں — پر اب گھر یہ تیرا ہے میرا نہیں

ترے عشق نے مجھ کو شیدا کیا — ترا غم مرے دل میں پیدا کیا

چھڑا کر ترا تجھ سے شہر و دیار — یہ بندی ہی لائی ہے تقصیر وار

اس کے کردار کا جلالی پہلو دیکھیں، شہزادہ بے نظیر، بدر منیر کے باغ میں مئے عشق کا جام نوش کر رہا ہے اسی عالم میں ایک جن یہ دیکھ کر ماہ رخ پری کو یہ سارا ماجرا بتا دیتا ہے۔ جاننے کے بعد ذرا اس غضبنا کی کا یہ عالم ملاحظہ ہو:

تجھے سیر کو میں نے گھوڑا دیا — کہ اس مالزادی کو جوڑا دیا

الگ ہم سے رہنا اور یوں چھوٹنا — یہ اوپر ہی اوپر مزے لوٹنا

پھرا جیسے راتوں کو دلشاد تو — کرے گا دنوں کو بہت یاد تو

مزہ چاہ کا دیکھ اپنی ذرا — جھنکاتی ہوں کیسے کنویں، رہ بھلا